ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

مشرقی افریقہ کا سفر

پاکستان میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے بعد حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ خواہش تھی کہ علماء کرام کا ایک وفد ان افریقی ممالک کا دورہ کرے جہاں قادیانی مراکز قائم ہیں اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کررہے ہیں' تاکہ وہاں کے مسلمانوں کو اس فتنے کی حقیقت سے آگاہ کیا جائے اور وہ ان کے فریب میں نہ آئیں۔

اس سلسلہ میں پہلا ٹھوس قدم آپ نے یہ اٹھایا کہ وہ دستاویزات جو قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لئے قومی اسمبلی میں پیش کی گئی تھیں وہ اردو زبان میں تھیں، اس کا عربی ترجمہ کرنے کے لئے اس خادم کو حکم فرمایا۔ الحمدللہ کہ ترجمہ مکمل ہوگیا اور حضرت شیخ کی خواہش پر بہت جلد اس کی طباعت بھی مکمل ہوگئی۔ مقصد یہ تھا کہ اس سفر میں جہاں بھی جانا ہوگا' وہاں کے اہل علم حضرات کو یہ کتاب ''موقف الامة الاسلامية فی القاديانية'' پیش کی جائے' تاکہ ان کے پاس اس کے بارے میں ایک مستند دستاویز رہے' جس سے وہ صحیح معلومات حاصل کرسکیں۔

چنانچہ یہ طے پایا کہ یہ سفر شوال المکرم ۱۳۹۵ھ مطابق اکتوبر ۱۹۷۵ء میں حرمین شریفین سے شروع کیا جائے۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ رمضان المبارک میں حسب معمول عمرہ کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اور عمرہ سے فارغ ہوکر مدینہ منورہ پہنچے اور مسجد نبوی ﷺ میں اعتکاف فرمایا۔ اسی دوران آئندہ شروع ہونے والے سفر کے بارے میں استخارہ فرمایا۔ فرمانے لگے کہ: اس سفر کے لئے چھ، سات استخارے کئے اور خواہش تھی کہ کوئی خیر کا مانع درپیش ہوجائے اور میں رہ جاؤں اور سفر نہ کروں' لیکن اگر قدرت کو میرا جانا ہی منظور ہے تو مجھے کوئی عذر نہیں۔ میں تو ایک دین کا سپاہی ہوں اور سپاہی کا کام ہے حکم بجالانا۔

مدینہ منورہ میں سہ رکنی وفد کی تشکیل عمل میں آئی۔ حضرت شیخ، مولانا تقی عثمانی اور خادم راقم الحروف مدینہ منورہ سے جدہ پہنچے' وہاں بعض ممالک کے ویزے حاصل کئے اور ۷ شوال المکرم ۱۳۹۵ھ مطابق ۱۲ اکتوبر ۱۹۷۵ء یہ وفد حضرت شیخ کی قیادت میں جدہ سے بذریعہ پی آئی اے روانہ ہوا' اور صبح ساڑھے چھ بجے کینیا کے دارالحکومت نیروبی پہنچ گئے۔ ایئرپورٹ پر مولانا مطیع الرسول صاحب مبعوث دارالافتاء ریاض اور شہر کے دوسرے سربرآوردہ حضرات نے استقبال کیا۔

نیروبی شہر میں چار روز تک قیام رہا' اس دوران شہر کی مختلف مساجد میں عشاء کی نماز کے بعد حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کا خطاب ہوتا رہا' جہاں اردو جاننے والے مسلمان تھے وہاں اردو اور جہاں افریقی مسلمان تھے وہاں عربی میں اور ساتھ ساتھ مقامی سواحلی زبان میں اس کا ترجمہ ہوتا رہا۔ ان خطابات میں جن موضوعات پر بیان ہوا' ان میں اہم موضوعات یہ ہیں: اللہ اور رسول کی محبت و اطاعت، عجائب قدرت، صفات رسالت اخلاص، محبت، اتحاد، عقیدۂ ختم نبوت اور اس کی حفاظت، قادیانیت اور اس کا پس منظر وغیرہ۔

نیروبی میں قادیانیوں کی ایک مسجد ہے' وہی ان کا مرکز ہے۔ کینیا کے بعض دوسرے شہروں میں بھی ان کے مراکز ہیں' جہاں سے یہ لوگ افریقی عوام میں کام کرتے ہیں اور مقامی زبانوں میں اپنا لٹریچر تقسیم کرتے ہیں۔ بعض دوستوں نے سنایا کہ: قادیانیوں کی طرف سے ایک کتابچہ شائع ہوا، اس کے سرورق پر انہوں نے مرزا صاحب کی تصویر بھی چھاپ دی۔ ایک قادیانی نے جب مرزا صاحب کی تصویر دیکھی تو متنفر ہوکر کہنے لگا کہ: یہ پیغمبر کی شکل نہیں ہوسکتی اور قادیانیت سے توبہ کرکے مسلمان ہوگیا۔

نیروبی میں مسلمانوں کی بھی مختلف انجمنیں قائم ہیں جو دینی کام کرتی ہیں' ان کی نگرانی میں کچھ دینی ابتدائی مدارس اور یتیم خانے قائم ہیں' جن میں افریقی طلبہ تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ ان مدارس میں افریقی اساتذہ کے علاوہ پاکستانی مدرسین بھی کام کررہے ہیں' جن کو دارالافتاء ریاض (سعودی عرب) نے بھیجا ہے اور یہ حضرات اچھا کام کررہے ہیں۔

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ان جمعیات کے ذمہ دار حضرات اور مقامی علماء اور دیندار مسلمانوں سے خصوصی ملاقاتیں اور ان کے سامنے اپنے سفر کا مقصد بیان فرمایا اور ان کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ اپنے اہم تبلیغی مقاصد میں عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کو بھی شامل کرلیں اور اس کے لئے ہر ممکن تدبیر اختیار کریں۔ جس پر سب نے لبیک کہا اور جو حضرات پہلے سے اس کام میں دلچسپی رکھتے تھے' ان کی ہمت افزائی ہوئی۔ علماء کو کتاب "موقف الامة الاسلامية من القاديانية" پیش کی گئی۔

نیز مقامی علمائے کرام کو اس بات پر آمادہ کیا گیا کہ "مجلس تحفظ ختم نبوت" کے نام سے تنظیم قائم کرکے

با قاعدہ کام شروع کردیں' چنانچہ وہ حضرات اس بات پر آمادہ ہوگئے۔ البتہ انہوں نے اتنی مہلت طلب کی کہ وہ سوچ سمجھ کر اس کے لئے مناسب افراد کا انتخاب کرلیں اور جب واپسی پر ہمارا نیروبی سے گزر ہوگا تو وہ اپنے آخری فیصلے سے ہم کو آگاہ کردیں گے۔

نیروبی میں آئندہ سفر کا پروگرام یہ طے پایا کہ کینیا کے علاوہ تنزانیہ، زمبیا، اور یوگنڈا میں بھی ہمارے وفد کو جانا چاہئے' ان ممالک میں بھی کام کی سخت ضرورت ہے۔ نیز یہ سفر ہوائی جہاز سے ہو، کیونکہ مسافت کافی لمبی ہے اور حضرت مولانا کی صحت اس قابل نہیں کہ خشکی کا سفر برداشت کرسکے۔

۱۶ اکتوبر کو کینیا کے دوسرے شہر ''ممباسا'' کے لئے روانگی ہوئی اور ۱۵ اکتوبر کو ہمارے رفیق سفر مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کا کراچی سے فون آگیا کہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کو ہسپتال میں داخل کردیا گیا ہے' اس لئے آپ جلد از جلد پہلی فلائٹ میں کراچی پہنچ جائیں۔ چنانچہ وہ ۱۶ اکتوبر کو کراچی روانہ ہوئے اور حضرت شیخ اور خادم ممباسا روانہ ہوگئے' ممباسا ایئرپورٹ پر مولانا ابراہیم صاحب مبعوث دارالافتاء ریاض اور شہر کے دوسرے حضرات گاڑیاں لے کر استقبال کے لئے پہنچ چکے تھے۔

ممباسا میں بھی قادیانی مرکز قائم ہے اور مسلمانوں کی انجمنیں بھی قائم ہیں۔ مسجدیں بکثرت موجود ہیں۔ یہاں بھی حضرت مولانا کا بیان مختلف مساجد میں ہوا' اردو اور عربی دونوں زبانوں میں۔ یہاں بھی مختلف علماء کرام سے ملاقاتیں ہوئیں اور انہیں عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے کام کرنے پر آمادہ کیا گیا اور مذکورہ کتاب کے نسخے پیش کئے گئے۔ یہاں کے قاضی القضاۃ شیخ عبداللہ صالح، ممباسا کے قاضی شیخ الحسن المعمری اور ممباسا کے مشہور خطیب شیخ سعید احمد سے خصوصی ملاقاتیں ہوئیں اور ان کے ذریعہ مجلس تحفظ ختم نبوت کی بنیاد ڈال دی گئی۔ الحمدللہ کہ یہ سفر کافی کامیاب رہا۔

۱۸ اکتوبر کو ممباسا سے تنزانیہ کے دارالحکومت دارالسلام پہنچے۔ ایئرپورٹ پر مولانا قاسم کاظم (مبعوث دارالافتاء ریاض، سعودی عرب) اور مقامی مسلمانوں کی ایک جماعت موجود تھی۔

دارالسلام اور تنزانیہ کے بعض دوسرے شہروں میں قادیانی مراکز قائم ہیں' یہاں مسلمانوں کی صرف ایک تنظیم قائم ہے، جس کے عہدہ دار یہاں کی حکومت منتخب کرتی ہے' اس کے علاوہ کسی اور کو انجمن وغیرہ بنانے کی اجازت نہیں ہے۔ اس لئے اس تنظیم کے عہدہ داروں کے علاوہ مقامی علماء اور دیندار مسلمانوں سے ملاقاتیں ہوئیں اور ان کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ انفرادی طور پر اس فتنہ کے خلاف کام کریں اور مسلمانوں کے عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کریں۔ یہاں کی مساجد میں بھی حضرت شیخ قدس سرہ کا خطاب ہوا' جس کا ترجمہ خادم نے پیش کیا۔

دارالسلام میں مصری حکومت کی طرف سے ''المرکز الاسلامی'' کے نام سے ایک ادارہ قائم ہے جو مسجد، مدرسہ اور دواخانہ پر مشتمل ہے، یہاں بھی حضرت شیخ علیہ الرحمۃ تشریف لے گئے اور مرکز کے مدیر اور اساتذہ کرام سے ملاقات ہوئی اور عربی زبان میں ان سے تبادلہ خیالات فرمایا اور ان کو بھی اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ اس فتنہ کے خلاف کام کریں اور مذکورہ کتاب کے نسخے بھی پیش کئے، ان حضرات نے اس تجویز کو بخوشی قبول کیا اور نہایت محبت واخلاص سے رخصت کیا۔

۲۰ اکتوبر کو دارالسلام سے زمبیا کے دارالحکومت ''لوساکا'' کے لئے روانہ ہوئے، دو گھنٹہ کی پرواز کے بعد لوساکا پہنچے۔ ایئرپورٹ پر مولانا عبداللہ منصور، بھائی یوسف اور دوسرے مقامی حضرات انتظار میں تھے، یہاں بھی شہر میں ایک قادیانی مرکز ہے، لیکن الحمدللہ! یہاں کے مسلمان اس فتنہ سے باخبر ہیں اور وقتاً فوقتاً مسلمانوں کو اس کے خلاف توجہ دلاتے رہتے ہیں۔

لوساکا میں ایک بڑی جامع مسجد ہے اور دو چھوٹی مسجدیں ہیں۔ مسجدیں نہایت صاف ستھری، قالین بچھے ہوئے، طہارت کا بہت اچھا انتظام ہے۔ ٹھنڈا، گرم پانی موجود رہتا ہے اور تولئے لٹکے ہوئے ہیں۔ ہر مسجد کے ساتھ مدرسہ قائم ہے، جس میں مسلمان بچوں اور بچیوں کو قرآن کریم اور دینی ابتدائی تعلیم دی جاتی ہے، یہ بچے صبح اسکول جاتے ہیں اور شام کو ان مدارس میں پڑھتے ہیں۔ ان مدارس میں تعلیم دلانے کے لئے مدرسین اور قاری حضرات ہندوستان سے بلائے جاتے ہیں، جو اچھا کام کررہے ہیں۔ مسجدیں پانچوں وقت آباد رہتی ہیں اور مسلمان دور دور سے موٹروں میں نماز ادا کرنے وہاں آتے ہیں، یہاں کے مسلمانوں کا تعلق زیادہ تر ضلع گجرات اور سورت سے ہے، جن کے آباء واجداد کافی عرصہ پہلے یہاں آکر آباد ہوگئے تھے، اور ان حضرات کا زیادہ تر پیشہ تجارت ہے۔

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ مسجدوں کی آبادی اور دینی مدارس سے بہت خوش ہوئے اور آپ جہاں بھی دینی کام ہوتا دیکھتے آپ کو روحانی مسرت ہوتی تھی۔ نیز مسجد اور مدرسہ کا نظام ان مسلمانوں کے لئے ایک اچھا نمونہ ہے جو غیر مسلم ممالک میں آباد ہیں اور اپنی نئی نسل کو جدید تعلیم کے ساتھ ساتھ اسلام سے روشناس کرانے اور اسلام پر قائم رکھنے کے خواہش مند ہیں۔

لوساکا میں بھی الحمدللہ! صبح وشام علمائے کرام اور عام مسلمانوں سے ملاقاتیں اور حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا خطاب ہوتا رہا، جس میں زیادہ تر زور تمسک بالدین اور دین کے لئے کام کرنے پر دیا گیا۔ نیز اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت، ان کی صفات، عجائب قدرت، ختم نبوت اور اسلام کے بنیادی اصولوں پر بیان ہوتا رہا۔ لوساکا میں مولانا عبداللہ منصور کی امارت میں ''مجلس تحفظ ختم نبوت'' کی بنیاد ڈال دی گئی، جس کا مرکز لوساکا میں ہوگا اور وہ

ملک کے دوسرے شہروں میں بھی اپنی شاخیں قائم کرے گی۔

لوساکا میں مسلمانوں کا سب سے بڑا اجتماع جمعہ کے روز وہاں کی بڑی جامع مسجد میں ہوتا ہے، جس میں مقامی مسلمانوں کے علاوہ اسلامی ممالک کے سفارتی نمائندے بھی نماز جمعہ ادا کرتے ہیں، یہاں دو جمعے پڑھنے کا موقع ملا۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے خطبہ جمعہ سے پہلے اردو میں خطاب فرمایا: جس میں اسلام کی عظمت، عقیدہ ختم نبوت، فتنۂ قادیانیت اور اس کا پس منظر اور اس کی تاریخ بیان فرمائی اور یہاں کے مسلمانوں کے لئے لائحہ عمل پیش فرمایا۔ اسی مضمون کو خادم نے خطبہ جمعہ میں عربی میں پیش کیا، جس میں عربی جاننے والے حضرات مستفید ہوئے اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے دعائیں دیں۔

لوساکا کے علاوہ زمبیا کے چند دوسرے شہروں میں بھی جانا ہوا، جن میں انڈولا، کفوے اور چپاٹا قابل ذکر ہیں۔ چپاٹا جو لوساکا سے ۳۸۰ میل دور ہے اور موزمبیق کی مغربی سرحد کے قریب واقع ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے وہ خالص مسلمانوں کا شہر ہے۔ تجارت عموماً مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے، شہر کے وسط میں خوبصورت جامع مسجد ہے، جس میں پانچ اوقات بکثرت نمازی آتے ہیں، ان کے چہروں پر عبادت اور صلاح کے آثار نمایاں ہیں۔ بوڑھوں میں سو فیصد اور جوانوں میں ننانوے فیصد داڑھی والے ہیں، ان میں ایسے افراد بھی دیکھے جو کہ **ورجل قلبہ معلق بالمساجد** کے مصداق ہیں۔

مسجد کے متصل ایک دینی مدرسہ ہے جس میں مسلمان بچے اور بچیاں اسکول کے اوقات کے علاوہ قرآن کریم اور دینیات کی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ حضرت شیخ قدس سرہ ان حضرات کی یہ حالت دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور روحانی مسرت کا اظہار فرمایا۔ جامع مسجد میں خطاب عام کے علاوہ قرآن کریم کا درس بھی دیتے رہے، جن میں وہی بنیادی موضوعات پر بیان ہوا، جن کا ذکر پہلے آچکا ہے۔ نیز وہاں کے مسلمانوں کو نصیحت فرمائی کہ وہ مقامی باشندوں سے ایسا سلوک اختیار کریں جو ایک مسلمان کے شایانِ شان ہوتا ہے۔ یہاں کے حضرات کے دریافت کرنے پر بتلایا کہ: یہ جو آپ دینی فضا دیکھ رہے ہیں، یہ سب تبلیغی جماعت کی محنت و برکات کا اثر ہے۔

الحمدللہ! کہ زمبیا کا سفر نہایت کامیاب رہا۔ لوساکا میں قیام کے دوران وہاں کے نوجوان حضرت شیخ علیہ الرحمۃ پر فریفتہ ہوگئے اور آپ کی ہر مجلس اور ہر خطاب میں حاضر ہوتے، جہاں ہمارا قیام تھا بعض تو وہاں رات کو ہی آجاتے اور حضرت شیخ قدس سرہ کے ساتھ تہجد کی نماز میں شریک ہوتے اور جس روز آپ وہاں سے روانہ ہو رہے تھے، ان سب نے لوساکا کا ایئرپورٹ پر آپ کو حزن و بکاء کے ساتھ رخصت کیا۔ ان ہی نوجوانوں میں ایک صاحب ابراہیم لمبات حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کی وفات سے چند روز پہلے کراچی آئے اور ملاقات کی۔ آپ نے

بہت شفقت فرمائی۔ جب وہ رخصت ہونے لگے تو میں انہیں رخصت کرنے بڑے دروازے تک گیا۔ راستہ میں مجھے نہایت الحاح کے ساتھ کہتے ہیں کہ: برائے کرم! حضرت کو اس بات پر آمادہ کریں کہ ہمارے ہاں دوبارہ تشریف لائیں اور ہم وعدہ کرتے ہیں کہ آپ کو وعظ کرنے کی بھی تکلیف نہیں دیں گے۔

۲۵ شوال المکرّم ۱۳۹۵ھ مطابق ۲ نومبر ۱۹۷۵ء لوساکا سے نیروبی کے لئے روانہ ہوئے۔ تقریباً دو گھنٹے کی پرواز کے بعد نیروبی پہنچے' ایئرپورٹ پر آسانی سے ویزا مل گیا۔ کسٹم میں ایک مسلمان آفیسر نے ہمیں دیکھا اور فوراً ہمارے پاس آ گیا اور ہمیں فارغ کر دیا' اگرچہ ہمارے پاس سوائے استعمال کے کپڑوں اور کتابوں کے کچھ نہ تھا' لیکن کسٹم کا عملہ صندوق کھول کر وقت بہت ضائع کرتا ہے' ہمارے انتظار میں ایک صاحب گاڑی لاکر باہر کھڑے انتظار کر رہے تھے' ان کے ساتھ سیدھے ان کے گھر پہنچے۔

نیروبی میں واپسی پر پھر چند روز ٹھہرنا پڑا' کیونکہ اب ہمارا پروگرام یوگنڈا جانے کا تھا اور نیروبی میں یوگنڈا کا ویزہ لینے میں دیر لگتی ہے' کیونکہ یہاں یوگنڈا کا سفارت خانہ نہیں ہے' اس لئے ویزا حاصل کرنے کے لئے نیروبی کے پاسپورٹ آفس کو درخواست دیتے ہیں' یہ آفس ان کاغذات کو کمپالا بھیجتا ہے' وہاں یوگنڈا حکومت کی طرف سے جواب آنے پر ویزا ملتا ہے اور اس کارروائی میں کافی وقت لگ جاتا ہے' اس لئے ہم نے نیروبی سے اپنے ایک دوست مولانا عبدالخالق طارق کو فون کیا جو یوگنڈا کے شہر جنجا میں رہتے ہیں اور سعودی حکومت کی طرف سے وہاں کے ''المعھد الاسلامی'' کے مدیر ہیں اور تعلیمی فرائض بھی انجام دیتے ہیں' ان کو کہا کہ وہ ہمارے لئے ویزا حاصل کر کے ہمیں اطلاع دیں اور ایئرپورٹ پر آ جائیں' چنانچہ وہ جنجا سے کمپالا آئے اور یوگنڈا کے مفتی شیخ یوسف سلیمان کے ذریعہ ویزا لیا اور ہمیں فون سے اطلاع دی کہ ویزا مل گیا ہے' آپ جب چاہیں آ سکتے ہیں۔

نیروبی میں ایک بار پھر قیام کے دوران علماء اور دوسرے حضرات سے ملاقاتیں ہوئیں' ایک روز صومالیوں کی جامع مسجد میں حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا عربی میں بیان ہوا' جس میں آپ نے اسلام اور اخوت اسلامیہ پر بیان فرمایا اور ساتھ ہی صومالی زبان میں ترجمہ ہوتا رہا۔ صومالی حضرات کی عادت ہے کہ عموماً مغرب اور عشاء کے درمیان کا وقت مسجد میں گزارتے ہیں اور اس میں درس وغیرہ کا سلسلہ رہتا ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کے بعد دوستوں نے مجھ سے تقاضا کیا کہ میں فتنہ قادیانیت پر کچھ روشنی ڈالوں' چنانچہ عشاء کی اذان تک بیان ہوا اور صومالی زبان میں ترجمہ ہوتا رہا۔

نیروبی میں قیام کے دوران حضرت شیخ نے ایک خط لکھا تھا' جس کا متن حسب ذیل ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نیروبی (کینیا)

برادرِ محترم و رفیق مکرم مولانا بھامجی صاحب وفقکم اللہ للخیر۔

تحیۃً وسلاماً واشواقاً!

حاجی آدم سادات کے ذریعہ مرسلہ مکتوب موصول ہوا' حالات معلوم ہوئے۔ برادرم مولانا عبدالرزاق صاحب نے ایک مفصل مکتوب زمبیا، لوساکا سے لکھا تھا' وہ ملا ہوگا۔ جدہ سے روانگی کے وقت کچھ معلوم نہ تھا کہ کہاں کہاں جانا ہوگا اور کس طرح کام کرنا ہوگا' اس لئے روانگی ایسے وقت ہوئی کہ نہ پورے ویزے لے سکے نہ باقاعدہ کسی کو مطلع کیا جاسکا۔ نیروبی پہنچ کر کچھ نقشہ کام کا سمجھ میں آ گیا کہ موثر اور صحیح صورت یہ ہے کہ ہر مرکزی مقام پر مقامی باشندوں کی ایک جماعت ''مجلس تحفظ ختم نبوت'' کے نام سے تشکیل دی جائے جو بسلسلہ قادیانیت مؤثر کام کر سکے اور تقریروں میں اسلام اور ختم نبوت کی اہمیت وحقیقت واضح کی جائے' چنانچہ اس انداز سے کام شروع کیا اور نشانِ منزل نظر آنے لگا' چونکہ جدہ سے ویزے نہیں لے سکے تھے' اس لئے تعویقات پیش آئیں اور تاخیر ہوتی گئی۔

بحمداللہ! جس رفاقت کی ضرورت تھی وہ میسر آئی...... حسن اتفاق سے افریقی ممالک میں ''جامعہ مدنیہ'' کے مبعوثین بھی ملے' جن میں نام تو میرا بھی متعارف تھا' مگر مولانا عبدالرزاق صاحب سے ان کا ذاتی تعارف و تعلق نکلتا رہا' جس کی وجہ سے بہت آسانیاں ہوگئیں۔

زمبیا سے واپسی پر یوگنڈا کا ویزاہ نہ ہونے کی وجہ سے تین چار دن یہاں تاخیر ہوگئی' شاید کل روانگی ہوسکے گی۔ صحت تو میری اچھی ہے' بلکہ کراچی سے بہتر ہے' لیکن سفر کی ہمت نہیں تھی' اس لئے سفر کے اختصار کے متعلق سوچ رہا تھا' لیکن معلوم ہوا کہ نائیجیریا میں قادیانیوں کے بہت سے اسکول، ہسپتال اور ادارے ہیں۔ نیز حکومت میں بھی ان کے لوگوں کو عہدے اور مناصب حاصل ہیں' وہاں جانے کی شدید ضرورت ہے' اس لئے مغربی افریقہ کا ارادہ کرنا پڑا اور پھر ساتھ ہی مغربی افریقہ کے بقیہ ممالک کا جوڑ بھی لگانا ہوگا' اس لئے سفر طویل ہوگیا' اللہ تعالیٰ آسان فرمائیں۔ آمین۔ اگر حج کے ایام قریب آ گئے تو ہوسکتا ہے کہ حج کی بعد واپسی ہو۔

والسلام

محمد یوسف بنوری

چہار شنبہ۔ یکم ذوالقعدہ ۱۳۹۵ھ، ۵ نومبر ۱۹۷۵ء

۲/ ذوالحجہ ۱۳۹۵ھ مطابق ۶ نومبر ۱۹۷۵ء صبح آٹھ بجے نیروبی سے روانہ ہوکر نو بجے یوگنڈا کے

ایئرپورٹ ''انٹے بے'' پہنچے۔ ایئرپورٹ پر مولانا عبدالخالق طارق اپنے دوستوں کے ساتھ انتظار میں تھے اور ویزا کی منظوری کا فارم ساتھ لائے تھے۔ الحمدللہ کہ آسانی سے ویزا مل گیا اور کسٹم سے فارغ ہوگئے' ایئرپورٹ کمپالا سے ۲۵ میل دور ہے' یہاں سے روانہ ہوکر کمپالا پہنچے۔

کمپالا میں یوگنڈا کے مفتی شیخ یوسف سلیمان صاحب کے اصرار پر حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی مہمانی قبول فرمالی اور انہوں نے کمپالا کے بڑے ہوٹل کمپالا انٹرنیشنل میں ہمارے قیام کا انتظام کیا۔

مفتی شیخ یوسف سلیمان صاحب یوگنڈا کے مفتی اور وہاں کی ''مسلم سپریم کونسل'' کے جنرل سیکریٹری بھی ہیں۔ کونسل کا مرکزی آفس کمپالا میں ہے' ان کے دفتر میں ان سے ملاقات ہوئی۔ حضرت مولانا نے ان کو اور ان کی حکومت کو اپنی اور پاکستان کے مسلمانوں کی طرف سے مبارکباد پیش کی کہ انہوں نے اپنے ملک میں قادیانی جماعت کو خلاف قانون قرار دے کر ان کی تبلیغ پر پابندی لگادی ہے۔ بعض دوستوں نے بیان کیا کہ اس موقع پر جب قادیانیوں کو یوگنڈا میں غیر مسلم قرار دیا گیا، ملک کے صدر جناب عیدی امین صاحب نے کہا کہ:

''ہمارا دین وہ ہے جس کا مرکز مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ ہے۔ ہمیں وہ دین نہیں چاہئے جس کا مرکز اسرائیل اور لندن ہے۔''

جمعہ کے روز مسلم سپریم کونسل کی جامع مسجد میں مسلمانوں کا بہت بڑا اجتماع تھا اور اس سال یوگنڈا سے جانے والے حجاج کرام سارے یہاں جمع تھے جو سفر کی تیاری کے سلسلہ میں سارے ملک سے آئے ہوئے تھے۔ مفتی صاحب نے حضرت مولانا علیہ الرحمۃ سے خطبہ جمعہ اور نماز جمعہ پڑھانے کی درخواست کی۔ حضرت مولانا چونکہ گھٹنوں کے درد کی وجہ سے منبر پر کھڑے ہونے سے معذور تھے' اس لئے طے پایا کہ آپ نماز جمعہ سے پہلے بیٹھ کر حجاج کرام کو نصیحت فرمائیں اور اس کے بعد خادم' خطبہ جمعہ اور نماز پڑھائے' چنانچہ ایسا ہی ہوا اور یہ سارا پروگرام کمپالا ریڈیو سے نشر ہوتا رہا۔

کمپالا میں سعودیہ عربیہ کے سفیر جناب عبداللہ الحبالی سے بھی ملاقات ہوئی، وہ پاکستان میں رہ چکے تھے اور مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو اچھی طرح جانتے تھے' اپنے گھر پر جو ایک پہاڑی پر واقع ہے اور وہاں سے کمپالا شہر کا منظر سامنے نظر آتا ہے، حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے اعزاز میں پرتکلف دعوت دی' جس میں یوگنڈا کے مفتی صاحب کے علاوہ دوسری شخصیات کو بھی مدعو کیا۔ دینی موضوعات پر گفتگو ہوتی رہی۔ سفیر موصوف نہایت با اخلاق اور ظریف الطبع شخصیت کے مالک تھے۔ سفیر صاحب نے حج کے ویزے کے علاوہ سعودی حکومت کے نام حضرت مولانا اور خادم کے لئے خصوصی مکتوب بھی دے دیا۔

کمپالا میں ایک یونیورسٹی ہے جو ''مکریرے یونیورسٹی'' کے نام سے مشہور ہے اور افریقہ کی قدیم ترین

یونیورسٹی شمار ہوتی ہے‘ اس یونیورسٹی میں پاکستان کے بھی ڈاکٹر حضرات، پروفیسر اور لیکچرار ہیں جو مختلف شعبوں میں تعلیم دے رہے ہیں۔ بعض حضرات مولانا رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے ہوٹل تشریف لائے‘ ان کے دینی مزاج کو دیکھ کر حضرت بہت خوش ہوئے اور دعائیں دیں۔ خصوصاً ڈاکٹر عبدالقدوس صاحب اور ڈاکٹر محمد افضل چوہدری۔

کمپالا کے بعد یوگنڈا کے دوسرے شہر ''جنجا'' بھی جانا ہوا۔ یہ شہر کمپالا سے مشرق میں پچاس میل کے فاصلہ پر وکٹوریہ جھیل کے کنارے واقع ہے اور اسی مقام سے دریائے نیل کی ابتداء ہوتی ہے اور دریائے نیل پر یہاں ایک بند باندھا ہوا ہے جس سے بجلی پیدا ہوتی ہے اور پورے ملک کو سپلائی ہوتی ہے۔ کمپالا سے جنجا تک پچاس میل کا فاصلہ سرسبز درختوں، چائے اور گنے کے کھیتوں سے آراستہ ہے‘ بارش کی کثرت سے درختوں کے پتوں کی سبزی غایت طراوت کی بناء پر سیاہ معلوم ہوتی ہے‘ اس منظر کو دیکھتے ہی حضرت مولانا قدس سرہ نے فرمایا: ''مدھا متان'' کے یہی معنی ہیں ای سودا وان من الری۔

آپ کو قدرتی مناظر بہت پسند تھے‘ لیکن ذہن فوراً عجائب قدرت کی طرف منتقل ہو جاتا اور زبان پر حمد وثناء کے الفاظ جاری ہو جاتے تھے۔ نیز سفر وحضر میں موقع ومحل کے اعتبار سے علمی نکتوں سے مستفید فرماتے رہتے تھے۔

جنجا میں مولانا عبدالخالق طارق کے علاوہ مولانا خالد نعمانی، مولانا عبدالسلام بھی موجود تھے جو سعودی حکومت کی جانب سے ''المعهد الاسلامی'' میں تدریس وغیرہ کے فرائض انجام دیتے ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی چند پاکستانی حضرات جو مختلف شعبوں میں کام کرتے ہیں اور دینی مزاج کے حامل ہیں‘ عصر کے بعد جمع ہو جاتے اور حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ ان کو وعظ ونصیحت فرماتے اور ان کے سامنے ایک نہایت عمدہ پروگرام پیش فرمایا‘ تاکہ وہ اپنے کام کے ساتھ دین کا کام بھی مؤثر طریقے سے سرانجام دے سکیں۔

جنجا میں محترم آفاق احمد صاحب زیدی کے ہاں قیام تھا۔ آفاق احمد صاحب پاکستانی ہیں اور یوگنڈا حکومت کے ملازم ہیں اور اچھے مسلمان ہیں۔ گورنمنٹ نے ان کو خدمت کے لئے دونو جوان خادم دیئے ہوئے ہیں۔ دونوں عیسائی تھے‘ لیکن دونوں موصوف کے اسلامی اخلاق اور حسن سلوک سے متاثر ہو کر مشرف باسلام ہو گئے‘ چنانچہ جب نماز کا وقت ہو جاتا ہے ان میں سے ایک اذان کہتا ہے اور پھر تینوں باجماعت نماز ادا کرتے ہیں۔ اس منظر کو دیکھ کر مولانا بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ: ایک اچھے مسلمان کا وجود ہر جگہ باعثِ رحمت ہے۔

جنجا کے بعد مشرق کی جانب ۷۰ میل دور ایک شہر ''بوسیہ'' میں جانا ہوا۔ وہاں اس علاقے کے مسلمانوں کا سیرت کے عنوان سے بہت بڑا اجتماع تھا‘ اس اجتماع میں یوگنڈا کے مفتی اور دوسرے علماء بھی شریک ہوئے۔ حضرت مولانا نے بھی اجتماع سے عربی میں خطاب فرمایا‘ جس کا ترجمہ مقامی زبان میں ساتھ ساتھ ہوتا رہا۔ اس خطاب میں آپ نے ان کو نصیحت فرمائی کہ وہ اپنی زندگی میں اسلامی طریقوں کو اپنائیں اور سنت کے مطابق عمل

کریں اور غیر شرعی رسم و رواج اور بدعات سے بچیں اور اخوت اسلامی کے دائرے میں رہ کر زندگی گزاریں اور اختلافات اور قبائلی تعصبات سے دور ہیں۔ اس اجتماع کے بعد اسی روز شام کو واپس جنجا آ گئے۔

یہاں جنجا میں نماز جمعہ کے بعد جامع مسجد میں آپ کا بیان ہوا۔ جس کا موضوع ایمان و عمل صالح تھا اور ساتھ دو زبانوں میں اس کا ترجمہ ہوتا رہا' کیونکہ یہاں سواحلی زبان کے علاوہ مقامی زبان بھی بولی جاتی ہے۔

مقامِ عبرت

ایک روز جنجا والے دوست حضرت مولانا قدس سرہ کو جنجا شہر سے باہر چند میل کے فاصلہ پر ایک سیر گاہ میں لے گئے' یہاں پر چند اونچے اونچے ٹیلے ہیں' جن پر شاہانہ ٹھاٹھ کے تین محل تعمیر ہیں اور تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر واقع ہیں۔ ان محلات کو دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے مغلیہ دور کے کسی بادشاہ نے اپنے ذوق و شوق کو پورا کیا ہو۔ خوبصورتی کے علاوہ ہر قسم کی راحت اور تفریح کا سامان بھی موجود ہے' محلات کے چاروں طرف میلوں تک پھل دار درخت، گنے اور چائے کے کھیت پھیلے ہوئے ہیں' سامنے ایک اونچی پہاڑی ہے جو پھل دار اور سائے دار درختوں سے سجائی گئی ہے اور جس کی چوٹی تک سڑک جاتی ہے اور اوپر سے ''جنجا شہر'' وکٹوریہ جھیل اور ہرے بھرے کھیت میلوں تک نظر آتے ہیں' گویا دیکھنے والا مری کے کشمیر پوائنٹ یا روالپنڈی پوائنٹ پر کھڑا ہے' فرق صرف بلندی کا ہے۔

مقامِ عبرت یہ ہے کہ یہ سب نقشہ ایک ''ہندو'' کا بنایا ہوا ہے جو مدوانی کے نام سے مشہور ہے اور جس کو زیادہ دیر ان محلات میں رہنا نصیب نہیں ہوا کہ اس کی اجل آ گئی اور اسی زمین کے ایک حصہ میں جلا کر خاکستر کر دیا گیا اور آخرت کی آگ سے پہلے دنیا کی آگ نے اس کو نیست و نابود کر دیا:

﴿خسر الدنیا والاخرة ذلک هو الخسران المبین﴾

اس کے بعد اس کے بیٹے آئے، لیکن ان کو بھی ان محلات میں زیادہ دیر ٹھہرنے کا موقع نہ مل سکا اور صدر عیدی امین صاحب کی حکومت نے یورپین باشندوں کے ساتھ ان کو بھی ملک بدر کر دیا اور آج یہ سب محلات خالی اور بند پڑے ہیں' جن میں پرندوں اور چند چوکیداروں کے سوا کوئی نظر نہیں آتا۔ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ یہ سب منظر آنکھوں سے دیکھ رہے تھے اور یہ آیت پاک پڑھ رہے تھے:

﴿کم ترکوا من جنات وعیون وزروع ومقام کریم ونعمة کانوا فیها فاکهین﴾

نہایت ہی عبرت آموز منظر ہے' لیکن کتنے لوگ ہیں کہ تماشائی بن کر گزر جاتے ہیں اور سبق حاصل نہیں کرتے۔

یوگنڈا کے بعد ہمارا پروگرام مغربی افریقہ کے چند ممالک میں جانے کا تھا' جس کا ذکر حضرت مولانا کے

مکتوب نیروبی میں کیا گیا ہے اور اس کی ابتداء نائیجیریا سے ہونی تھی، لیکن نائیجیریا کا ویزا جلدی نہ ملنے کی بناء پر یہ سفر ملتوی کرنا پڑا، کیونکہ ویزے کے لئے چند ہفتے انتظار کرنا پڑتا اور پھر ان ممالک میں کافی وقت کی ضرورت تھی اور موجودہ مدت کافی نہ تھی۔ اس لئے طے پایا کہ یوگنڈا سے قاہرہ ہوتے ہوئے براستہ جدہ کراچی واپس ہوں۔

چنانچہ بروز اتوار ۱۲ ذوالقعدہ ۱۳۹۵ھ مطابق ۱۶ نومبر ۱۹۷۵ء رات کے بارہ بجے ''لفت منسا'' سے قاہرہ کے لئے سفر طے ہوا۔ عصر کے قریب جنجا سے روانہ ہوئے۔ مولانا عبدالخالق صاحب، محترم زیدی صاحب اور دوسرے حضرات دو گاڑیوں میں الوداع کہنے کے لئے ساتھ روانہ ہوئے اور حضرت مولانا کے روکنے کے باوجود انہوں نے ساتھ چلنے پر اصرار کیا، مغرب کے وقت کمپالا پہنچے، پاکستان کے ایک جج صاحب کے ہاں رکے اور مغرب کی نماز ادا کی۔ ان کے دینی مزاج سے مولانا کو بہت مسرت ہوئی، اس کے بعد سارا قافلہ سعودی سفارت خانہ کے سیکریٹری استاذ محمود کے ہاں پہنچا۔ یہ نہایت دیندار اور بااخلاق شخص ہیں، ان کے ہاں عشاء کا کھانا اور نماز عشاء ادا کی اور رات کے ساڑھے نو بجے پورا قافلہ ''انٹے بے'' ایئرپورٹ کی طرف روانہ ہوا۔ ایئرپورٹ پر کسٹم وغیرہ میں سفر کے سارے مراحل سے فارغ ہو کر ان حضرات کو مولانا نے شکریہ اور دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔

رات کے ایک بجے جہاز روانہ ہوا اور ساڑھے چار گھنٹے کی پرواز کے بعد قاہرہ ایئرپورٹ پر پہنچا۔ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے استقبال کے لئے ''المجلس الاعلیٰ للشئون الاسلامیة'' کا نمائندہ ایئرپورٹ پر موجود تھا، جس نے آپ کا استقبال کیا اور جلدی کسٹم سے فارغ ہو کر شہر پہنچے اور ہوٹل میں قیام کیا۔ جس کا ایک کمرہ پہلے سے مجلس اعلیٰ کی طرف سے ریزرو کرایا ہوا تھا۔

قاہرہ میں چھ روز قیام رہا، اس قیام کے دوران جن شخصیات سے ملاقاتیں ہوئیں اور جو کام ہوا اس کی تفصیل یہ ہے:

شیخ الازہر ڈاکٹر عبدالحلیم محمود سے ان کے دفتر میں طویل ملاقات ہوئی، نہایت محبت و اکرام سے مولانا کا استقبال کیا اور اپنی جگہ چھوڑ کر مولانا کے پاس آ کر بیٹھ گئے اور کہنے لگے کہ: آپ ہماری مہمانی قبول فرمائیے، ہماری طرف سے ایک مرافق اور گاڑی ہر وقت آپ کے ساتھ رہے گی، حضرت مولانا نے شکریہ ادا کیا اور معذرت فرماتے ہوئے فرمایا کہ: ہم المجلس الاعلیٰ کی دعوت قبول کر چکے ہیں، وہ بھی آپ ہی کا ادارہ ہے۔

شیخ الازہر کے سامنے اپنے سفر افریقہ کی مختصر روئیداد بیان فرمائی اور ان کو ''موقف الامة الاسلامیة من القادیانیة'' کتاب کا نسخہ پیش کیا۔ شیخ الازہر بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے کہ: اگر آپ اجازت دیں تو ہم اس کو چھاپ کر تقسیم کریں۔ مولانا نے فرمایا: بڑی خوشی ہے۔ اسی مجلس میں مولانا کے قائم کردہ ''مدرسہ عربیہ اسلامیہ'' کراچی کا ذکر بھی آیا تو مولانا نے اس کے اغراض و مقاصد بیان فرماتے ہوئے فرمایا:

''ہمارا مقصد اس علمی ادارے کے قائم کرنے سے ایسے علماء پیدا کرنا ہے جو ایک طرف راسخ فی العلم ہوں اور دین کے عصری تقاضوں کو سمجھتے ہوں اور دوسری طرف وہ دین کے مخلص سپاہی ہوں جن کے سامنے مادی منافع اور دنیاوی مناصب قطعاً نہ ہوں، بلکہ ہر حال میں ان کا نصب العین دین کی خدمت ہو''۔

شیخ الازہر نے مولانا کے اعزاز میں ایک پرتکلف دعوت دی، جس میں جامعۃ الازہر کی علمی شخصیات کے علاوہ قاری شیخ محمود خلیل الحصری، مصر میں پاکستان کے سابق سفیر محترم احمد سعید کرمانی، پاکستان میں مصر کے سابق سفیر جناب علی خشبہ، وزارت اوقاف کے نائب وزیر وغیرہ کو بھی مدعو کیا۔ بعض دینی اور علمی موضوعات پر گفتگو ہوتی رہی جسے سب حاضرین نے دلچسپی سے سنا۔

پاکستان کے سفیر محترم احمد سعید کرمانی سے بھی ملاقات ہوئی۔ نہایت عزت واحترام سے پیش آئے۔ قیام گاہ پر حضرت مولانا کو دعوت دی۔ خود ہوٹل سے لے گئے اور پھر واپس لائے اور قاہرہ سے روانگی کے وقت خود ایئرپورٹ پر رخصت کرنے تشریف لائے۔

''المجلس الاعلیٰ للشئون الاسلامیۃ'' کے جنرل سیکریٹری سید محمد توفیق عویضہ صاحب سے بھی ملاقات ہوئی، بے حد خوشی کا اظہار کیا اور بار بار یہ جملہ کہہ رہے تھے۔ نحن سعداء بوجودکم۔ ان کو بھی مولانا قدس سرہ نے کتاب ''موقف الأمة الاسلامیه من القادیانیه'' پیش کی اور فرمایا کہ: آپ اس کتاب کو انگریزی اور فرانسیسی زبانوں میں ترجمہ کر کے شائع کریں اور ان بلاد میں تقسیم کریں جہاں یہ زبانیں بولی جاتی ہیں، انہوں نے اس کا وعدہ کیا اور خوشی کا اظہار کیا۔ اس کے علاوہ بعض دوسرے موضوعات پر بھی گفتگو ہوئی۔

مولانا اسماعیل عبدالرزاق ساؤتھ افریقہ کے نوجوان عالم ہیں، جامعۃ الازہر کے ''کلیۃ اللغۃ'' میں انگریزی کے استاذ اور افریقی زبانوں کے شعبہ کے صدر ہیں اور حضرت مولانا قدس سرہ کے شاگرد بھی ہیں۔ صبح و شام اپنی گاڑی لے کر آتے رہے۔ ایک روز تفریح کرانے قاہرہ شہر سے باہر لے گئے، مولانا کے اعزاز میں ایک پرتکلف دعوت دی، جس میں مقامی شخصیات کے علاوہ قاری عبدالباسط صاحب، پاکستان کے سفیر محترم جناب احمد سعید کرمانی صاحب اور جاپان کے ایک مسلم پروفیسر کو بھی مدعو کیا۔ ان کے علاوہ اسلامی ممالک کے طلبہ بھی ملاقات کے لئے آتے رہے۔

چونکہ حج قریب تھا اور ہمارا ٹکٹ قاہرہ، جدہ، کراچی کا تھا، اس لئے یہ طے پایا کہ حج ادا کرتے ہوئے جائیں اور حج کے دوران اسلامی ممالک سے آنے والے علمائے کرام سے مل کر ان کو کتاب ''موقف الامۃ'' پیش کی جائے اور اس فتنہ کے سدباب کے لئے ان کے سامنے مناسب تدابیر رکھی جائیں۔

چنانچہ بروز اتوار ۱۹ ذوالقعدہ ۱۳۹۵ھ مطابق ۲۲ نومبر ۱۹۷۵ء قاہرہ سے جدہ پہنچے، وہاں دو روز قیام کے

بعد مدینہ منورہ علی صاحبها الف الف صلاة وتسلیم پہنچے۔حج سے چندروز پہلے مدینہ منورہ سے حج کا احرام باندھ کر مکہ مکرمہ پہنچے۔ حج کے سفر میں جدہ، مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ میں قدرت نے ایسی سہولتوں اور راحت وآسائش کے اسباب مہیا فرمادیئے، گویا مولانا قدس اللہ سرہ العزیز شاہی مہمان ہیں اور ہر جگہ پہنچنے سے پہلے ہی سارے انتظامات مکمل ہوجاتے ہیں' یہ توایک مستقل موضوع ہے جس پر بہت کچھ لکھا جاسکتا ہے۔

حج سے پہلے مکہ مکرمہ میں ''رابطہ عالم اسلامی'' کے جنرل سیکریٹری شیخ محمد صالح قزاز صاحب سے مولانا کی ملاقات ہوئی' آپ نے ان کواپنے سفر کے تاثرات سنائے' جس پر انہوں نے خوشی کا اظہار کیا اور دعائیں دیں۔ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے بھی فرمایا کہ: رابطہ کی جانب سے کتاب ''موقف الامة الاسلامية من القادنية'' کی طباعت کا انتظام ہونا چاہیئے اور رابطہ اسے طبع کراکر بلاد اسلامیہ میں تقسیم کرے' جسے انہوں نے قبول کرتے ہوئے متعلقہ کمیٹی کے سپرد کردیا۔

موسم حج میں ہر سال رابطہ کی طرف سے ''بین الاسلامی مجلس مذاکرہ'' منعقد ہوتی ہے۔اس مجلس کا اجلاس جاری تھا۔شیخ محمد صالح قزاز نے حضرت مولانا کوبھی شرکت کی دعوت پیش کی اور اصرار کیا کہ کم از کم آپ اس کے اختتامی اجلاس میں ضرور شرکت فرمائیں، جسے آپ نے قبول فرمالیا۔

اس میں بین الاسلامی مجلس مذاکرہ میں جن موضوعات پر مقالے پڑھے گئے' وہ یہ تھے:

(۱)......قادیانیت۔

(۲)......غیر مسلم ممالک میں مسلم اقلیت۔

(۳)......اسلام میں عورت کا مقام۔

مجلس کا آخری اجلاس ۵ ذوالحجہ ۱۳۹۵ھ مطابق ۷ دسمبر ۱۹۷۵ء عشاء کے بعد رابطہ کے ہال میں شروع ہوا۔حضرت مولانا مرحوم ومغفور نے بھی اس میں شرکت فرمائی۔رابطہ کے اراکین نے آپ کا شاندار استقبال کیا۔چنانچہ رابطہ کے جنرل سیکریٹری شیخ محمد صالح قزاز اپنی جگہ چھوڑ کر آئے اور آپ کو خاص مہمانوں کی جگہ بٹھایا۔اس اجلاس میں مختلف ممالک کے سینکڑوں علمائے کرام نے شرکت کی۔اس اجلاس میں مندرجہ بالا موضوعات سے متعلق خصوصی کمیٹیوں نے اپنی اپنی سفارشات پڑھ کر سنائیں۔قادیانیت کے متعلق کمیٹی نے جو سفارشات پیش کیں' وہ یہ تھیں:

''بین الاسلامی مجلس مذاکرہ'' کی طرف سے قادیانیت سے متعلق مقررہ کمیٹی نے بڑے غور وخوض سے قادیانی جماعت کے اغراض ومقاصد کا مطالعہ کیا اور اس نتیجہ پر پہنچی کہ یہ جماعت بظاہر اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اندر سے اسلام کی جڑیں کاٹ رہی ہے اور مسلمانوں میں اپنے خبیث نظریات پھیلا رہی ہے اور اسلام اور مسلمانوں

کے عقائد کے خلاف مندرجہ ذیل جرائم کی مرتکب ہے:

الف:......اس جماعت کے لیڈر مرزا غلام احمد نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔

ب:......اپنے گھٹیا اغراض کے لئے قرآن کریم کی آیات کی تحریف کی ہے۔

ج......اپنے آقا و مربی ارباب استعمار اور صہیونیوں کو خوش کرنے کے لئے جہاد کے منسوخ ہونے کا اعلان کیا ہے۔

نیز اس کمیٹی نے ان عقائد اور سیاسی و اجتماعی خطرات کا بھی مطالعہ کیا جن کا اس جماعت کی وجہ سے عالم اسلام کو خطرہ لاحق ہے اور بعض فضلاء کی زبانی یہ سن کر افسوس ہوا کہ یہ جماعت افریقہ، ایشیاء، یورپ اور امریکہ کے بعض ممالک میں اپنا کام برابر کر رہی ہے' اس لئے یہ کمیٹی مندرجہ ذیل قرارداد پیش کرتی ہے:

ا:...... بین الاسلامی مجلس مذاکرہ، ان اسلامی حکومتوں کو مبارکباد پیش کرتی ہے' جنہوں نے قادیانیت کے بارے میں اپنا واضح مؤقف اختیار کرتے ہوئے اسے غیر مسلم اقلیت قرار دیا ہے۔ نیز یہ مجلس باقی تمام اسلامی حکومتوں اور دینی تنظیمات سے پرزور مطالبہ کرتی ہے کہ وہ بھی یہ اعلان کریں کہ قادیانیت غیر مسلم اقلیت جماعت ہے اور اسلام کی ابدی تعلیم کے خلاف ہے۔

۲:......حسن اتفاق سے اس وقت نائیجیریا کے سربراہ مملکت دیار مقدسہ میں موجود ہیں اور جیسا کہ معلوم ہے کہ نائیجیریا میں قادیانی سرگرمیاں بہت زور و شور سے جاری ہیں' بلکہ اب یہ قادیانی جماعت وہاں کی یوربا زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ شائع کرنا چاہتی ہے' اس لئے کمیٹی یہ سفارش کرتی ہے کہ علماء، افاضل کا ایک وفد تشکیل دیا جائے جو نائیجیریا کے صدر محترم سے ملاقات کرے اور ان کے سامنے اس غیر مسلم اور باغی جماعت کے بارے میں امت اسلامیہ کے موقف کی وضاحت کرے اور ان سے اپیل کرے کہ وہ ان کے اس خطرناک منصوبے کو پورا نہ ہونے دیں۔

۳:......مسلمانوں کو مختلف وسائل کے ذریعہ قادیانی لٹریچر پڑھنے سے روکا جائے اور اس لٹریچر کو مسلمانوں میں پھیلانے کا سدباب کیا جائے۔ خصوصاً قرآن کریم کے تحریف شدہ ترجمے۔

۴:......کمیٹی یہ بھی سفارش کرتی ہے کہ اس غیر مسلم گمراہ کن جماعت کی سرگرمیوں پر کڑی نگاہ رکھی جائے اور رابطہ عالم اسلامی اس سلسلہ میں ایک خاص شعبہ قائم کرے' جس کا کام یہ ہو کہ وہ اس قادیانی جماعت کی سرگرمیوں اور نقل و حرکت پر کڑی نگاہ رکھے اور اس کی مقاومت کے لئے مناسب اقدام کرے۔

۵:......جن بلاد میں یہ فتنہ پھیل چکا ہے' وہاں کثرت سے ایسے مخلص مبلغین کو بھیجا جائے جو قادیانی مذہب، اس کے مقاصد اور طریق کار سے خوب واقف ہوں۔

۶:......جن ممالک میں قادیانی سرگرمیاں موجود ہیں‘ وہاں قادیانیوں کے مراکز کے بالمقابل دینی مدارس، ہسپتال اور یتیم خانے قائم کئے جائیں‘ تاکہ مسلمان بچے ان کے مدارس اور ہسپتالوں میں جانے پر مجبور نہ ہوں۔

۷:......یہ کمیٹی رابطہ عالم اسلامی سے یہ بھی مطالبہ کرتی ہے کہ وہ اسلامی ممالک میں ایسی کتابیں بکثرت شائع کرے جو اس فرقے کے خطرات سے آگاہ کرتی ہوں‘ تاکہ مسلمان اس جماعت کے عقائد فاسدہ اور ناپاک اغراض سے مطلع ہوسکیں۔

۸:......یہ کمیٹی اسلامی حکومتوں سے یہ بھی اپیل کرتی ہے کہ وہ اپنے ہاں شائع ہونے والی کتابوں کی نگرانی کے لئے ایسے حضرات کا تقرر کریں جو صحیح اسلامی فکر کے مالک ہوں۔

۹:......جو لوگ محض جہالت یا دھوکے میں قادیانیت کے جال میں پھنس چکے ہیں‘ ان کو نہایت نرمی اور حکمت عملی سے اسلام کی دعوت دی جائے اور اس سلسلہ میں مناسب تدابیر اور وسائل کو کام میں لایا جائے۔ وباللہ التوفیق۔

حرمین شریفین میں مقامی علمائے کرام اور دینی شخصیات کے علاوہ دوسرے ممالک سے آئی ہوئی علمی شخصیات سے بھی ملاقاتیں ہوئیں اور ان سے اس موضوع پر تبادلۂ خیالات ہوا‘ اور ان کو مذکورہ کتاب پیش کی گئی‘ ان حضرات کا تعلق جن ممالک سے تھا ان میں بعض کے نام یہ ہیں: جاپان، انڈونیشیا، ملایا، فلپائن، شام، ہندوستان، عراق، اردن، نائیجیریا، سیرالیون، اپرولٹا، ایوری کوسٹ، سنیگال، جنوبی افریقہ، ترکی۔

اس مبارک سفر کی ابتداء بھی حرمین شریفین سے ہوئی اور انتہاء بھی حرمین شریفین پر ہوئی اور سفر کے اختتام پر حضرت مولانا مرحوم ومغفور کی جانب سے روئیداد کے آخر میں جو خلاصہ کلام شائع ہوا‘ وہ یہ ہے:

خلاصۂ کلام

مشرقی افریقہ کے ممالک میں دین کے لئے مندرجہ ذیل فتنے پائے جاتے ہیں۔

۱:......عیسائیت۔ ۲:......مرزائیت۔

۳:...... جہالت۔ ۴:......علماء اور صالحین کی قلت۔

۵:......مدارس دینیہ کا فقدان۔

وفد نے مندرجہ ذیل امور سرانجام دیئے!

۱:......مسلمانوں کو اللہ اور رسول ﷺ کی محبت، عظمت، اطاعت اور آپس میں اتحاد واتفاق کی دعوت دی۔

۲:......عقیدۂ ختم نبوت اور فتنۂ قادیانیت کی وضاحت کی۔

۳:......اس موضوع پر لکھی ہوئی کتاب ”موقف الامة اسلامیة“ اور ایک انگریزی پمفلٹ تقسیم کیا۔

۴:...... جہاں فتنہ قادیانیت کے مراکز ہیں، وہاں ’’مجلس تحفظ ختم نبوت‘‘ کے قیام کی تدابیر کی گئیں۔

۵:...... جہاں تنظیم بنانے کی اجازت نہیں، وہاں مقامی علماء اور دینی شخصیات کو کام کرنے کے لئے آمادہ کیا گیا۔

۶:...... جہاں قادیانیوں کو خلاف قانون قرار دے دیا گیا ہے، وہاں کے ذمہ دار حضرات کو مبارکباد اور دین کے لئے کام کرنے کا لائحہ عمل پیش کیا گیا اور ان سے کہا گیا کہ وہ اس فتنہ پر کڑی نگاہ رکھیں۔

۷:......ایشین مسلمانوں کو افریقی مسلمانوں سے دینی روابط قائم رکھنے اور غیر مسلم باشندوں میں کام کرنے کی ترغیب دی گئی۔

۸:......ان ممالک میں دار الافتاء ریاض کے حضرات مبعوثین کام کر رہے ہیں، ان کو کام کرنے کے مفید مشورے دیئے گئے۔

۹:...... مقامی حضرات کو ترغیب دی گئی کہ وہ افریقی ذہین بچوں کو دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے پاکستان بھیجیں اور ان کے ٹکٹ کا انتظام کریں۔

۱۰:......کتاب ’’موقف الامۃ الاسلامیۃ من القادیانیۃ‘‘ کی دوبارہ طباعت اور انگریزی وفرانسیسی ترجمہ اور اس کی طباعت کا انتظام کیا گیا۔

تجاویز

مندرجہ بالا حالات کی روشنی میں وفد نے یہ تجاویز پیش کیں:

۱:......جن ممالک کا وفد نے دورہ کیا ہے، وہاں قائم کردہ جمعیات تحفظ ختم نبوت، مقامی دینی انجمنوں، علماء اور دینی شخصیات سے دائمی رابطہ قائم رکھا جائے اور خط وکتابت کے ذریعہ معلومات حاصل کرنے کا سلسلہ جاری رہے۔

۲:......ان حضرات کو دینی فتنوں کے خلاف اردو، عربی اور انگریزی لٹریچر بھیجا جائے۔

۳:......افریقی طلبہ کو دینی مدارس میں وظائف دیئے جائیں اور انکی تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ دی جائے۔

۴:...... تبلیغی جماعت کے ذمہ دار حضرات کو توجہ دلائی جائے کہ وہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں جماعتیں ان ممالک کی طرف روانہ کریں، خصوصاً یوگنڈا میں۔

وصلی اللّٰہ علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وسلم۔